خطبہ جمعہ

بعنوان

خوش گوار معاشرے میں زبان کا کردار

سلسلة منبر الحکمة

185

بتاریخ: 21 فروری 2020

بمطابق: ٢٦ جمادی الثانی ١٤٤١ ھج

به اهتمام

الحکمة انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾ [المؤمنون: 3]

''مومن وہ ہوتے ہیں جو لغویات سے منہ پھیر لیتے ہیں۔''

زبان کا جائز استعمال کیوں ضروری ہے؟

حسن معاشرت سے متعلقہ اکثر امور زبان کے جائز استعمال سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ زبان کے جائز استعمال سے ہی انسان اللہ کی نظر میں محبوب ٹھہرتا ہے اور لوگوں کے دِل جیتتا ہے اور اس کے ناجائز استعمال کے سبب ہی اللہ کی ناراضی مول لیتا ہے اور لوگوں کی نفرتیں پاتا ہے۔ زبان اگر ربِ رحیم اور رسولِ کریم کے بتلائے ہوئے اصولوں کے مطابق چلے تو ذِکر ودُعا، استغفار، درود وسلام، حق گوئی اور خوش کلامی جیسے زیورات سے آراستہ رہتی ہے لیکن اگر یہ شرعی اصولوں کے خلاف چلنے چلے تو نہ اس میں اللہ ورسول کا حیا رہتا ہے اور نہ ہی حسن کلام ہی کی توفیق ہوتی ہے۔ اخلاقیات سے متعلقہ اکثر امورِ مدیحہ اور امورِ قبیحہ زبان سے ہی وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روزانہ انسانی جسم کے جملہ اعضاء اس سے دست بستہ ہو کر درست رہنے کی گزارش کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ ، فَإِنَّ أَعْضَاءَهٗ تُكَفِّرُ اللِّسَانَ ، تَقُولُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِينَا ، فَإِنَّكَ إِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَإِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’جب آدمی صبح کو اُٹھتا ہے تو اس کے اعضائے جسمانی زبان کے سامنے بڑی عاجزی سے گزارش کرتے ہیں: ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرتی رہنا، کیونکہ اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔‘‘

[إسناده حسن] مسند أحمد: 11908

حقیقت یہی ہے کہ انسان کی زبان کا غلط بولنا اس کے سارے جسم کے لیے سزا کا باعث بن جاتا ہے۔ بسا اوقات انسان جلد بازی میں کوئی ایسی بات زبان سے نکال دیتا ہے جو اسی کے لیے باعث وبال بن جاتی ہے اور بسا اوقات وہ بغیر سوچے سمجھے ایسی بات کر دیتا ہے کہ جو کسی کی دِل آزاری کا سبب بن جاتی ہے۔ جس طرح شمشیر سے انسان گھائل ہو جاتا ہے اسی طرح بعض باتیں بھی ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو زخمی کر چھوڑتی ہیں، لیکن باتوں کے زخم شمشیر کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ اور اور کبھی نہ مندمل ہونے والے ہوتے ہیں۔ کسی عرب شاعر نے خوب کہا:

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِئَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

’’نیزوں کے لگائے ہوئے زخموں کا مندمل ہونا ممکن ہے لیکن زبان کے لگائے ہوئے زخم کبھی نہیں بھرتے۔‘‘

لہٰذا ہر انسان کو زبان کا استعمال نہایت ہی احتیاط سے کرنا چاہیے، تاکہ ناجائز استعمال کے ذریعے اللہ کی ناراضی بھی مول نہ لے اور لوگوں کے دِلوں میں بھی اپنا نفرت پیدا نہ کرے۔

اپنے دِل میں احساس پیدا کیجیے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بات صرف احساس کی ہے کہ اگر انسان کے دِل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں جو بات منہ سے نکالنے لگا ہوں اس سے کسی کا دِل خوش ہوگا یا دُکھے گا؟ تو بس اسی احساس کے پیدا ہونے سے ہی بہت ہی محبتیں پیدا ہوسکتی ہیں اور بہت سی نفرتیں ختم ہوسکتی ہیں۔ اور پھر مسلمان کے لیے تو یہ احساس بھی بہت ضروری ہے کہ میرا بولا ہوا ہر لفظ میرے فرشتے لکھ رہے ہیں۔ میں اگر اچھا بولوں گا تو نیکی لکھیں گے اور اگر برا بولوں گا تو گناہ لکھیں گے۔ میری ہر ایک بات کو وہ نوٹ کر رہے ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ وہ غافل ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: 18]

''آدمی کے منہ سے جو بھی بات نکلتی ہے اس کے پاس ایک حاضر باش نگران موجود ہوتا ہے۔''

ذرا سوچیے کہ جب روزِ قیامت اللہ کے سامنے ہماری بری باتوں کا رجسٹر کھولا جائے گا تو ہم کس منہ سے وہاں کھڑے رہیں گے؟ ساری مخلوقات کے سامنے اور اللہ کے حضور میں ہماری کیا عزت رہ جائے گی؟! اس لیے اپنے دِلوں میں احساس پیدا کیجیے اور زبان کو صرف اچھا اور بھلا بولنے کا عادی بنایئے اور بدکلامی کو اس سے بہت دُور لے جایئے، اتنا دُور کہ یہ اس کے نام سے بھی واقف نہ رہے۔

زبان کے درست استعمال سے جنت کا حصول:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ))

''جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والے عضو (یعنی زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان والے عضو (یعنی شرمگاہ کے جائز استعمال) کی ضمانت

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دے دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔‘‘

صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: 6474

بولنا اور گفتگو کرنا جہاں انسان کا ایک امتیازی وصف ہے وہاں شریعت نے اس کے اصول اور ضابطے بھی مقرر فرمائے ہیں۔ بلاشبہ زبان انسان کا مدعا بیان کرنے اور مافی الضمیر کی ترجمانی کا ذریعہ بنتی ہے۔لیکن بعض مواقع پر اس زبان کا غلط استعمال شرفِ انسانیت اور عزت ووقار کے مجروح ہونے کا سبب بھی بنتا ہے اور بسا اوقات زبان ایسے خطرناک کلمات اُگلتی ہے کہ جن سے حسنِ معاشرت میں ایسی دراڑ پڑ جاتی ہے کہ اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے تو قلوب واذہان میں نفرتیں، دُوریاں اور عداوتیں جنم لے لیتی ہیں۔

متذکرہ بالا فرمانِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان کا صحیح استعمال نہ صرف انسانی شرف ووقار کا باعث ہے بلکہ حصولِ جنت کا بھی ذریعہ ہے۔اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ زبان کی حفاظت کرے۔اس کو غلط استعمال ہونے سے بچائے اور صحیح استعمال کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور لوگوں کی محبت حاصل کی جا سکے اور جنت کا حصول ممکن ہو سکے۔

اچھی بات کیجیے؛ ورنہ خاموشی اختیار کیجیے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ))

’’جو بھی شخص اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات ہی کہنی چاہیے، یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔‘‘

صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره، ح: 6018 ـ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

والضيف ولزوم الصمت إلا عن الخير ، ح: 47

انسان جب تک خاموش رہتا ہے تب تک اس کے خصائل وعیوب دونوں چھپے رہتے ہیں اور جونہی وہ بولتا ہے تو مخاطب پر اس کی عقل ودانش کی دونوں جہتیں واضح ہو جاتی ہیں اور اس کے بارے میں اسی وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ خوبیوں کا مالک ہے یا خامیوں کا۔ یعنی اگر تو وہ کوئی عمدہ اور سنجیدہ بات کرے گا تو مخاطب کو اندازہ ہو جائے گا یہ خصائلِ حمیدہ کا مالک ہے لیکن اگر اس کی گفتگو غیر سنجیدگی اور یاوہ گوئی پر مشتمل ہوئی تو تب بھی مخاطب سمجھ جائے گا کہ اسے بولنے کا کتنا ڈھنگ ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جب بھی بولیں اچھی بات ہی کریں ورنہ خاموش ہی رہیں، تاکہ آپ کے بارے میں برا تأثر نہ پیدا ہو سکے اور یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ آپ ہمیشہ اس وقت بولیں جب آپ کو احساس ہو کہ آپ کے الفاظ؛ جو آپ بولنے جا رہے ہیں؛ وہ آپ کی خاموشی سے زیادہ خوبصورت ہیں۔

خاموش رہنے میں سلامتی اور نجات ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءًا تَكَلَّمَ فَغَنِمَ ، أَوْ سَكَتَ فَسَلِمَ))

”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو بات کر کے غنیمت میں رہا یا خاموش رہ کر سلامتی پا گیا۔“

[حسن] صحيح الجامع: 3492 ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 853

غنیمت میں رہنے سے مراد یہ ہے کہ بات کرتے ہوئے اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلی کہ جو کسی کی دِل آزاری یا خود اسی کی تذلیل کا باعث بن جاتی اور سلامتی پانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خاموش رہ کر ایسے کسی بھی اندیشے اور نقصان سے بچ گیا جو اس کے بولنے سے واقع ہو سکتا تھا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَمَتَ نَجَا))

''جوخاموش رہا وہ نجات پا گیا۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، ح: 2501

بات کرتے وقت احتیاط سے بولیے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

((إِنَّ الـعَبْـدَ لَيَتَـكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ ، مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا ، يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ المَشْرِقِ))

''یقیناً بندہ زبان سے ایسی کوئی بات نکال دیتا ہے جس کے بارے میں وہ سوچتا بھی نہیں ہے (کہ کتنی بُری بات ہے، اور) اسی کی وجہ سے وہ جہنم کے گڑھے میں اتنی دُور جا گرتا ہے کہ جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری ہے۔''

صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، ح: 8647

انسان فطری طور پر جلد باز ہے اور اپنی اسی فطری کمزوری کے باعث وہ بے شمار مواقع پر اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے اور کوئی بھی کام بے سوچے سمجھے جلد بازی میں کر گزرتا ہے۔ حالانکہ مسلمان کا یہ وصفِ جمیل ہوتا ہے کہ وہ تحمّل و بردباری اور سوچ و بچار کے بعد ہر کام اور ہر بات کرتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کو خوب سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے، تاکہ مبادا ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکل جائے جس سے کسی کا دِل دُکھے یا انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لے۔

اسی بارے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ الـعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ ، لا يُلْقِي لَهَا بَـالًا ، يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ ، وَإِنَّ العَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالكَلِمَةِ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مِنْ سَخَطِ اللّٰہِ ، لا یُلْقِی لَھَا بَالًا ، یَھْوِی بِھَا فِی جَھَنَّمَ))

''بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر دینے والی کوئی بات زبان سے نکالتا ہے جسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں، اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دینے والی ایسی بات بھی زبان سے نکال دیتا ہے کہ اسے بھی وہ کوئی اہمیت نہیں دے رہا ہوتا؛ لیکن اسی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے۔''

صحیح البخاری ، کتاب الرقاق ، باب حفظ اللسان ، ح: 6478

لہٰذا اگر انسان ذرا سی احتیاط اور ذرا سی بچار کے بعد بات کرے تو بلاشبہ ہر قسم کے دنیوی و اُخروی نقصان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

زبان کی اذیت سے دوسروں کو محفوظ رکھیے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ، وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْہُ))

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو چھوڑ دے۔''

صحیح البخاری ، کتاب الإیمان ، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ، ح: 10

نبی ﷺ نے ہاتھ اور زبان کے جائز استعمال کا حکم فرما کر گویا اخلاقیات سے متعلقہ جملہ تعلیمات کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ کیونکہ تمام تر اچھے اور برے اخلاقی اوصاف انہی دو سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا تو انسان اپنی زبان کے ساتھ کسی کی دِل آزاری کرتا ہے یا پھر اپنے ہاتھ سے اس کو اذیت پہنچاتا ہے۔ کسی کو برا بھلا کہنا، گالی دینا، غیبت کرنا،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

چغلی کھانا، کسی کے عیوب بیان کرنا، لعن وطعن کرنا، بہتان لگانا، جھوٹ بولنا، نازیبا کلمات استعمال کرنا اور کسی کی تذلیل کرنا وغیرہ جیسے جملہ خصائل رزیلہ زبان سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی کو جانی نقصان پہنچانا، کسی کا مال لوٹنا، چوری کرنا، ظلم کرنا، مارنا پیٹنا، کسی کی عزت وآبرو پر حملہ آور ہونے جیسی جملہ زیادتیاں ہاتھ سے سرزد ہوتی ہیں، اس لیے نبی ﷺ نے مذکورہ جامع فرمان صادر کر کے مسلمانوں کو گویا ہر قسم کی اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رہنے کی ترغیب دی ہے۔

نیز اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی احاطہ علم میں آتی ہے کہ جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ ہوں؛ تو ایسا شخص گویا حقیقی معنوں میں مسلمان ہی نہیں ہے۔ لہٰذا یہ معمولی مسئلہ ہے نہیں ہے بلکہ نہایت اہم معاملہ ہے، جس پر ہر اس شخص کو غور وفکر اور عمل کرنا چاہیے جو یہ چاہتا ہو کہ وہ کامل طور پر دائرہ اسلام میں ہی رہے۔

اچھی اور عمدہ بات کرنا بھی صدقہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ))

''اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔''

[صحیح] مسند أحمد: 8183

اچھی بات کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی بولتے ہوئے ہمیشہ خیر اور بھلے کی بات ہی کرے اور بولنے کا انداز بھی نرمی اور شائستگی والا اپنائے، یہاں تک کہ اگر کسی سے تلخ کلامی بھی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ بھی بیہودہ گوئی پہ اُتریں، بلکہ ان کے شایانِ شان بات یہ ہے کہ وہ بدزبانی کرنے والوں سے الجھنے کی بہ جائے انہیں سلام کہہ کر چلتے بنیں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ [المؤمنون: 63]

''اور رحمان کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر بڑی آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں 'سلام' کہہ دیتے ہیں۔''

یعنی جاہلوں کی باتوں کا جواب دینے اور ان سے الجھنے کی بجائے انہیں سلام کہہ کر بات کو ختم کر دیتے ہیں۔

بے مقصد باتوں سے اعراض کیجیے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ))

''آدمی کے اسلام کا حسن اسی میں ہے کہ وہ فضول اور بے فائدہ باتوں کو ترک کر دے۔''

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب من حسن الاسلام المرء . . . الخ، ح: 2317- سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنة، ح: 3976

مسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنی زبان کو فحش اور لغو وفضول باتوں سے ناپاک کرے بلکہ بامقصد اور بامطلب بات کرنی چاہیے تاکہ غیر ضروری باتوں کی وجہ سے ہمارا مواخذہ نہ کیا جائے اور ہمارا وقار بھی نہ گرے۔

حقیقی کامیابی پانے والے مومنوں کا امتیازی وصف ہی یہ ہے کہ وہ لغویات اور فضولیات سے اعراض کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝﴾ [المؤمنون: 1-3]

''یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔''

مختصر مگر جامع گفتگو کیجیے:

گفتگو کے عیوب میں سے ایک یہ بھی عیب ہے کہ بندہ طویل گفتگو کرے، کیونکہ بہترین کلام وہ ہوتی ہے جو مختصر ہو اور بادلیل ہو۔ لہٰذا طویل اور بے سروپا کلام نہ صرف غیر مؤثر ہوتی ہے بلکہ مخاطب کو اکتاہٹ میں بھی ڈال دیتی ہے۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ طُـولَ صَلَاـةِ الـرَّجُـلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهِ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهِ، فَـأَطِيـلُـوا الـصَّلَاـةَ وَأَقْـصِرُوا الْخُطْبَةَ، وَإِنَّ مِنَ الْبَيَـانِ سِحْرًا))

''آدمی کا نماز لمبی ادا کرنا اور خطبہ مختصر دینا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے، سو تم نماز لمبی پڑھا کرو اور خطبہ مختصر دیا کرو، اور بلاشبہ کوئی بیان جادو اثر ہوتا ہے۔''

صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، ح: 869

بات کرتے ہوئے آواز دِھیمی رکھیے:

وقار اور سنجیدگی کی ایک صورت دِھیمی آواز میں بات کرنا بھی ہے۔ بلا وجہ بلند آواز میں بات کرنا اور چلانا یقیناً غیر سنجیدگی اور بے وقاری ہی ہے، کیونکہ ایسا کرنے والے شخص کو کوئی بھی باوقار اور سنجیدہ نہیں سمجھتا۔ یہ گفتگو کے آداب میں سے بہت اہم اور بنیادی ادب ہے۔ گفتگو کرتے ہوئے اپنی آواز کو پست رکھنا بات کے مؤثر ہونے اور جلد سمجھ آنے کا باعث بنتا ہے۔ البتہ اگر کسی عذر یا ضرورت کی بنا پر اونچا بولنا پڑے تو یہ معیوب نہیں ہے، بلکہ مذموم صرف بلا ضرورت اونچا بولنا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

((عَلَيكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ))

''تم پر سنجیدگی اور وقار لازم ہے۔''

صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب لا يسعى الى الصلاة واليأت بالسكينة والوقار، ح: 636

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند کو بہت ہی عمدہ اور جامع نصیحتیں فرمائی تھیں جن کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ہوا ہے۔ انہی پند ونصائح میں سے ایک دِھیمی آواز میں بات کرنے کی نصیحت ہے اور انہوں نے بلاضرورت اونچی آواز میں بولنے کو گدھے کی آواز کے ساتھ تشبیہ دی، قرآن میں اس کا ذکر ہے:

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾ [لقمان: 19]

''اپنی آواز میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو پست رکھ یقیناً آوازوں میں سے سب سے بدتر آواز گدھے کی ہے۔''

سنی سائی باتیں آگے مت بیان کیجیے:

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں بہت سی باتیں ایسی کرتے ہیں جن کے سچ ہونے میں ہمارا نہ تو کامل یقین ہوتا ہے اور نہ اس کے سچ ہونے کی تحقیق کی ہوتی ہے۔ بس جیسے کسی سے وہ بات سنی اسی طرح اسے آگے بیان کر دیتے ہیں، حالانکہ ان باتوں میں سے متعدد جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں اور ان میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ ان باتوں کے بیان سے جھوٹ کا الگ گناہ ملتا ہے، بہتان کا الگ اور نبی ﷺ کی نافرمانی کا گناہ الگ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ باتیں سچ بھی ہوں تو تب بھی انہیں آگے بیان کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ غیبت کے زُمرے میں آجاتی ہیں، جو کہ بلاشبہ مذموم ہے۔ لہٰذا ہر دو گناہ کے کاموں سے بچنے کے لیے کسی بھی سنی سنائی بات کو بلاتحقیق آگے نہیں بیان کر دینا چاہیے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾

[الحجرات: 6]

''اے ایمان والے لوگو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذاء پہنچادو اور پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَاسَمِعَ))

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔''

صحیح مسلم، المقدمة، باب النهی عن الحديث بكل ماسمع، ح: 5

اگر کسی بھی بات پر بلا تحقیق یقین کرلیا جائے تو بہت سے مسائل صرف اسی وجہ سے ہی گھمبیر صورت اختیار کرلیں گے اور اس کے منفی نتائج برآمد ہوں گے، نتیجتاً اختلافات وتنازعات کی صورت میں خمیازہ بھگتنا پڑسکتا ہے اور شرمندگی اٹھانا پڑے۔ اس لیے ہر بات کو آگے بیان کرنے سے پہلے اس کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الأُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ: قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ))

''یقیناً اللہ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی، عام مستعمل چیزیں نہ دینا اور لوگوں سے مانگنا، اور بیٹوں کو زندہ درگور کرنا حرام کیا ہے اور قیل وقال (فضول اور بے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

فائدہ باتیں) کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے''۔

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر: ح: 5975۔ صحیح المسلم، کتاب الاقضیة، باب النھیی عن کثرة المسائل من غیر حاجة: ح: 593

زبان پر کنٹرول مضبوط کیجیے:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کس عمل کے ذریعے نجات مل سکتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ ، وَابْكِ عَلى خَطِيئَتِكَ))

''اپنی زبان پر کنٹرول رکھ، اپنے گھر میں زیادہ وقت گزار اور اپنی خطاؤں پر آنسو بہا۔''

[صحیح] سنن الترمذی، أبواب الزھد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، ح: 2406

ایسی بات نہ کیجیے کہ معذرت کرنا پڑے:

انسان کو بولنے سے پہلے تولنا چاہیے۔ ایسی بات زبان سے نکالنے سے گریز کرے جس کے بعد اسے معذرت کرنا پڑ جائے۔ بعد میں شرمندہ ہونے سے بہتر ہے کہ پہلے ہی سوچ سمجھ کر بولا جائے۔

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اختصار کے ساتھ (دین کی باتیں) سکھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا قُمْتَ فِى صَلَاتِكَ فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ ، وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ ، وَأَجْمِعِ الْيَأْسَ عَمَّا فِى أَيْدِى النَّاسِ)).

''جب تو نماز پڑھنے کھڑا ہو تو ایسے نماز پڑھ جیسے تو دُنیا سے رخصت ہونے والا ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کوئی ایسی بات نہ کہہ جس سے (بعد میں) معذرت کرنا پڑے اور لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے پوری طرح نا اُمید ہو جا (یعنی لوگوں کے مال و اسباب پر نظر نہ رکھ)۔

[حسن] سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحكمة، ح: 4171

غلط بولنے کی فوراً تلافی کیجیے:

اگر آپ سے دانستہ اور نادانستہ طور پر غلط بات زبان سے نکل جائے، اگر اس سے کسی کا دِل دُکھا ہو تو اس سے معذرت کیجیے اور اگر وہ بات اللہ کو ناراض کرنے والی ہو تو فوراً معافی مانگیے۔ یاد رکھیے کہ بندے سے اگر کوئی گناہ کی بات سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا گناہ فوراً نہیں لکھا جاتا بلکہ اسے معافی مانگنے کی بار بار مہلت دی جاتی ہے، تاکہ اس کے دِل میں گناہ کا احساس پیدا ہو جائے اور اللہ کے حضور میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ لے۔ جیسا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ، فَإِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا أَلْقَاهَا، وَإِلاَّ كُتِبَتْ وَاحِدَةً)).

”یقیناً انسان کا نامہ اعمال لکھنے والا بایاں فرشتہ گناہ گار مسلمان بندے کا گناہ لکھنے کے لیے چھے بار قلم اٹھاتا ہے، لیکن اگر وہ بندہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیتا ہے تو فرشتہ قلم رکھ دیتا ہے (یعنی اس کا گناہ نہیں لکھتا) اور اگر وہ معافی نہیں مانگتا تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔“

[حسن] صحيح الجامع الصغير: 2097 ـ سلسلة الأحاديث الصحيحة: 1209

دوسروں کو بھی زبان کے ناجائز استعمال سے روکیے:

اگر آپ کے سامنے کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت، چغلی اور برائی کر رہا ہو تو اسے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سننے رہنے کی بہ جائے خاموش کروانا چاہیے اور اسے نصیحت کرنی چاہیے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا باعث ہے۔ ایک مسلمان کو زبان کے ناجائز استعمال سے روکنا اور دوسرے مسلمان کی عزت کا دفاع آپ کے لیے اجر وثواب کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

''جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے کو (جہنم کی) آگ سے بچالے گا۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، ح: 1931

زبان کا سب سے بہترین استعمال:

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اسلام میں نیک اعمال بہت زیادہ ہیں (میں ان تمام کو کما حقہ ادا نہیں کر سکتا) لہٰذا مجھے ایسی بات بتا دیجیے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ))

''تمہاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذِکر سے تر رہے۔''

[صحيح] سنن الترمذی، أبواب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الذكر، ح: 3375 ۔ سنن ابن ماجه، كتاب الآداب، باب فضل الذكر، ح: 3793

گویا رسولِ کریم ﷺ نے تمام باتوں کا خلاصہ اور سِرّ اس کو بتا دیا کہ اگر بہت سے نیک کام تجھ سے نہیں ہو پاتے تو صرف ایک یہی کر لو کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر الٰہی سے تر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رکھو، یہ باقی تمام سے کفایت کر جائے گا۔ واضح رہے کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی ہر حال میں ضروری ہے، ان کی کسی صورت بھی معافی نہیں ہے البتہ مستحبات اور نوافل اگر ادا نہیں ہو پاتے تو کوئی حرج نہیں، ان کی جگہ صرف اس ایک عمل کو اپنا لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کرم ہی کرم فرما دے گا۔

فراغت کے اوقات کو مفید بنائیں:

ہمارے پاس فراغت کے بہت سے ایسے مواقع ہوتے ہیں کہ جنہیں ہم نظر انداز کر دیتے ہیں یا ضائع کر دیتے ہیں، حالانکہ ان میں اللہ کا ذکر بہترین انداز میں کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ گاڑی میں سفر کر رہے ہیں اور ڈرائیونگ کرنے یا فارغ بیٹھنے کے سوا کوئی کام نہیں ہے تو زبان سے اللہ کا ذِکر کرتے رہیے۔ اسی طرح اگر آپ کسی کا انتظار کر رہے ہیں تو انتظار کے ان لمحات کو بھی خاموش بیٹھ کر نہ گزاریں بلکہ اللہ کا ذِکر اور دُرود و سلام پڑھنا شروع کر دیں۔ اگر آپ ٹیچر ہیں اور بچوں کو سبق پڑھا کر فارغ بیٹھے ہیں تو ذِکر کیجیے۔ اگر آپ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور نیند نہیں آ رہی تو ذِکر کیجیے۔ اگر آپ پریشان ہیں اور مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور ان سے نجات کے لیے کچھ بھی صورت سجھائی نہیں دے رہی تو دماغ کو ٹینشن میں مصروف رکھنے کی بہ جائے خود ذکر الٰہی اور درود و سلام میں مشغول ہو جایئے، اللہ تعالیٰ تمام پریشانیوں سے آزاد فرما دے گا۔ اگر آپ آفس میں کام کرتے ہوئے تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر ریسٹ کے لیے اُٹھتے ہیں یا لیٹتے ہیں تو اس دوران بھی ذِکر کرنا شروع کر دیجیے، اس سے آپ کی تھکاوٹ بھی اتر جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھکاوٹ اتارنے کے لیے یہ اذکار بتائے تھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ......33 مرتبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ......33 مرتبہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ 34مرتبہ

صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب التسبیح أول النهار وعند النوم، ح: 2728

غرضیکہ ہر وہ وقت اور لمحہ جسے آپ خاموش اور فارغ بیٹھ کر گزار رہے ہیں؛ اسے اللہ کے ذِکر میں گزاریے، اللہ تعالیٰ دُنیا کی تمام تر بھلائیاں بھی عطا فرمادے گا اور آخرت میں بھی سرخرو فرمادے گا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))

’’آدمی ایسا کوئی بھی عمل نہیں کرتا جو اسے اللہ کے عذاب سے نجات دینے میں ذکرِ الٰہی سے بڑھ کر ہو۔‘‘

[صحیح] صحیح الجامع الصغیر: 5644

خطبہ رائٹر	خطبہ حاصل کرنے کے لیے	تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ فیض اللہ ناصر	03034125519	حافظ شفیق الرحمٰن زاہد (مدیر)
03214697056	03014843312	03015989211
	03424449009	

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com